سوال

(68) "النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی" کی تحقیق

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حدیث : النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی '' اگر درحقیقت یہ حدیث ہے ، تو مع تنقید و حوالہ کتاب کے تحریر فرمائیں۔

حافظ ابن حجر فتح الباری 9 111 میں لکھتے ہیں : " وقد تقدم فی الباب الأول ، الأشارة إلی حدیث عائشۃ : النکاح من سنتی " الخ مگر باب اول " الترغیب فی النکاح " میں میں حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث نہیں ہے ، اس لیے اس عبارت کا مطلب کیا ہے ؟ اور باب اول سے کون باب مراد ہے ؟ اور حضرت عائشہؓ کی حدیث مشار الیہ کہاں ہے ؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حدیث : النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی '' علماء وفقہاء کے درمیان انہیں الفاظ کے ساتھ مشہور ہے یہاں تک امام رافعی نے بھی شرح وجیر للغزالی کے اندر حدیث مذکور کو انہیں الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں نظر سے باوجود تتبع وتلاش کے نہیں گزری ۔ الرحمۃ المہداۃ سنن الدار قطنی المنتقی لابن الجارود والترغیب والترہیب للمنذری مجمع الزوائد للہیثمی الجامع الازہر الجامع الصغیر الجامع للسیوطی السنن الکبری للبیہقی المستدرک للحاکم السنن للنسائی کنزالعمال للمتقی وکتب موضوعات وغیرہ میں میں یہ حدیث الفاظ مذکورہ کے ساتھ کسی صحابی سے بھی مذکورہ مروی نہیں ہے ۔ ہاں ابن ماجہ میں یہ حدیث حضرت عائشہ سے بالفاظ ذیل مروی ہے : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ : حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مَيْمُونٍ ، عَنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي ،

قال السندی : وفی الزوائد : إسناده ضعیف لاتفاہم علی ضعف عیسی بن میمون المدینی لکن له شاہد صحیح

حافظ کی عبارت : وقد تقدم فی الباب الاول الاشارۃ الی حدیث عائشہ : النکاح من سنتی (فتح الباری 711/9)

میں الباب الاول سے مراد : باب الترغیب فی النکاح ہی مراد ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث سے مراد ان کی وہ حدیث ہے جس کو ابن ماجہ نے الفاظ مذکورہ بالا کے ساتھ روایت کیا ہے لیکن حافظ نے بجائے اصل الفاظ نبوی ذکر کرنے کے لفظ مسہور درج کلکرنے کے لفظ مشہر و درد کلیا ہے گویا یہ ذکر بالمعنی ہے ذکر بالفظ نبوی ذکرنے کے لفظ مشہور درج کرلیا ہے گویا یہ ذکر بالمعنی ہے ذکر بالفظ نہیں جو خالی از تسامح نہیں۔

بے شک باب اول ترغیب فی النکاح میں بذیل شرح لفظ فمن رغب عن سنتی فلیس منی حضرت عائشہ کی یہ حدیث ان کے نام کے ساتھ مذکورہ موجود نہیں ہے اور حافظ کی عبارت

مذکور سے اس طرح مذکور ہونا مفہوم بھی نہیں ہوتا پس اس کی کوشش کرنی امر عبث ہے۔

میرے خیال میں اس عبارت سے حافظ کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ حضرت انس کی حدیث مذکورہ فی الباب الاول کے آخری الفاظ کے ساتھ حضرت عائشہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہوگیا جس کا انہوں نے حوالہ یہاں تیسرے باب میں بضمن احادیث ترغیب فی النکاح دے دیا اور پورے مشہور الفاظ ذکر کردئے کیوں کہ باب اول میں صراحۃ تمام الفاظ مع مخرج کے ذکر نہیں کیئے تھے۔

تلخیص 116/3 کی مندرجہ ذیل عبارت بغور پڑھ جائیے:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ: حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مَيْمُونٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي، وَتَزَوَّجُوا، فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ، وَمَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْيَنْكِحْ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ، فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ» وفی اسنادہ عیسی بن میمون وہو ضعیف وفی الصحیحین حدیث انس فی ضمن حدیث لکنی اصوم وافطر واصلی وانام اتزوج فمن رغب عن سنتی فلیس منی انتہی

مکتوب

نحمدہ و نصلی و نسلم

حدیث مشہور: النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی ان الفاظ کے ساتھ حدیث کی کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گزری ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متاخرین علماء نے سنن ابن ماجہ سے جملہ النکاح من سنتی لیا اور صحیح بخاری سے فمن رغبتی سنتی فلیس منی سے لے کر جوڑلیا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی اصلیت نہیں ہے واللہ اعلم

حافظ عسقلانی نے فتح الباری 111/9 میں جو کچھ لکھا ہے وقد تقدم فی الباب الاشارہ الی حدیث عائشہ اسے آپ نے ان کا تسامح سمجھ لیا ہے ایسا نہیں ہے۔ بلکہ باب مشار الیہ میں اس حدیث عائشہ کی طرف اشارہ موجود ہے۔ ملاحظہ فتح الباری سطر: حیث قال ونقلہ ابن ماجہ من حدیث عائشہ اور ابن ماجہ کی حدیث وہی ہے جو تلخیص الجبیر 112/3 میں منقول ہے جس کے راوی کو حافظ نے ضعیف کہا ہے مجمع الزوائد میں بھی اس کو ضعیف کہا ہے اور سندھی نے بھی حاشیہ ابن ماجہ طبع مصر میں۔ رہ گیا یہ امر کہ تلخیص میں پہلے یوں نقل کیا ہے النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی یہ الفاظ حافظ کے نہیں ہیں بلکہ امام رافعی کی وجیز کے الفاظ ہیں کہ اس میں یونہی منقول ہے۔ ہاں حافظ کا فتح الباری 11/9 میں بھی اس طرح نقل کردینا محل تامل ہے۔ شاید وجیز للرافعی کے الفاظ حافظ کی زبان پر چڑھے ہوئے تھے۔ یا کیا بات ہے کچھ کہا نہیں جاسکتا واللہ اعلم

وعلیکم السلام مجھے اب تک پوری صحت نہیں ہوئی ہے آپ کے سوال کا جواب کیف ماامکن تحریر کرکے ارسال کرتا ہوں۔ ابھی نہ زیادہ محنت کرسکتا ہوں نہ بہت سی کتابوں کا مطالعہ ممکن ہے دعا خیر فرماتے رہیں اور راحضر کو قبول فرمائیں والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ: خطبہ نکاح اور اس کے مقاصد 3 سطر 25 میں ایک حدیث اس طرح لکھی گئی: النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی مشکوۃ اس حدیث کو انہیں الفاظ کے ساتھ ابو القاسم رافعی نے بھی شرح الوجیز غزالی میں لکھا ہے۔ اس روایت کو مشکوۃ میں تلاش کرنے کا مجھ کو موقع مل نہیں سکا۔ امید ہے آپ اس کے صفحہ اور باب سے مجھے مطلع کریں گے۔ یہ جہاں تک میں نے تتبع اور تلاش کیا ہے۔ مذکورہ الفاظ کے ساتھ یہ روایت کسی حدیث کی کتاب میں مجھے نہیں ملی۔ البتہ ابن ماجہ نے اپنی سنن کی کتاب النکاح کے پہلے باب میں حضرت عائشہ سے ایک حدیث مرفوعا بالفاظ ذیل روایت کی ہے: النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی الحدیث

علامہ بوصیری زوائد ابن ماجہ میں اس روایت کے تحت لکھتے ہیں: اسنادہ ضعیف لاتفاہم علی ضعف عیسی بن میمون المدینی (الروای عن القاسم بن محمد عن عائشہ) لکن لہ شاہد صحیح انتہی اور حافظ تلخیص (116/3) میں ابن ماجہ کی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں فی اسنادہ عیسی ابن میمون وہو ضعیف وفی الصحیحن حدیث انس فی ضمن حدیث لکنی أصوم وافطر

, اصلی وانام وأتزوج النکاح النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی فمن رغب عن سنتی فلیس منی انتھی بوصیری کے مذکورہ کلام میں لکن لہ شاہد صحیح سے مراد غالبا حضرت انس کی حدیث کا وہی ٹکڑا ہےجسے حافظ نے تلخیص میں بحوالہ صحیحین ذکر کیاہے۔اس نے روایت کاپہلا ٹکڑا یعین :النکاح من سنتی ابن ماجہ کی مذکورہ بالاحدیث سے اخذ کیا ہے اور اس کادوسرا ٹکڑا النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی حضرت انس کی مذکورہ صحیح حدیث سے لیا ہے اوردونوں کوملاکر پوری روایت یوں کردی النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی

ہم نے مرعاۃ جلد242/1میں حضرت انس کی مذکورہ متفق علیہ حدیث کی شرح میں اس کی تخریج کے بعد یہ لکھا ہے واما ماذکر الرافعی واشتھر علی الألسنۃ بلفظ النکاح من سنتی فمن عن رغب سنتی فلیس منی فلم أجدہ مع الاستقراء التام والتتبع البالغ واللہ اعلم

اور نے بھی تلخیص میں رافعی کاذکر کردہ لفظ نقل کرنے کے بعد صرف ابن ماجہ کے الفاظ اور حضرت انس کی حدیث نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے جس معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی رافعی کے ذکر کردہ الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں مل سکی۔

علامہ سندھی ابن ماجہ کی مذکورہ بالاحدیث روایت کی شرح میں لکھتے ہیں: قَوْلُهُ: (النِّكَاحِ) أَيْ طَلَبِ النِّسَاءِ بِالْوَجْهِ الْمَشْرُوعِ فِي الدِّينِ (مِنْ سُنَّتِي) مِنْ طَرِيقَتِي الَّتِي سَلَكْتُهَا وَسَبِيلِي الَّتِي نَدَبْتُهَا (فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي) رَغْبَةً وَإِعْرَاضًا عَنْهَا وَقِلَّةَ مُبَالَاةٍ بِهَا فَلَا يَشْمَلُ الْحَدِيثُ مَنْ يَتْرُكُ النِّكَاحَ لِعَدَمِ تَيَسُّرِ الْمُؤْنَةِ ونحو ذلک

ص:8سطر:6:کے بعد مختصرا اتنا ضروری بڑھادینا چاہئے کہ: مہر اتنا ہی مقرر کرنا چاہئے کہ جس کوادا کرنے کی شوہر استطاعت رکھتا ہے یعنی: وہ رکھتا ہے یعنی وہ اسے آسانی کے ساتھ ادا کرسکے اور کوشش یہ ہونی چاہئے کہ شوہر نکاح ہی کے وقت مقرر مہر ادا کردے گو تعجیل شرعا لازم نہیں ہے بلکہ تمام فقہاء کے نزدیک تاجیل بھی جائز ہے لیکن مہر کے موجل ہونے کی صورت میں مقرر اجل یعنی: مدت ادا کرنا لازم ہے اوراگر کوئی مدت مقرر نہ کی گئی ہوجیسا کہ عام طور پر رواج ہے توپھر طلاق کے وقت یا حدالزوجین کی وفات کے وقت مہر کی ادائے گی شرعا ضروری ہے۔

مہر کی ادائے گی یا صدق دل اوراپنی مرضی سے عورت کے معاف کرنے کے بغیر شوہر اس دین سے ہر گز بری الذمہ نہیں ہوسکتا عورت پر کسی قسم کا دباؤڈال کر مہر معاف کرانے اور معاف کرنے سے مہر ساقط نہیں ہوتا۔

برادری کے رسم ورواج یا اپنی بڑائی اورشاندار ظاہر کرنے کےلئے یا اس خیال سے کہ شوہر بیوی کوطلاق نہ دے شوہر کی حیثیت واستطاعت سے زیادہ مقرر کرنا اورشوہر کا اپنی استطاعت سے باہر مہر کے تقرر کوتسلیم کرلینا کہ جتنا چاہو مقرر کرلو دینا تو ہے نہیں یہ طریقہ کارشرعا ہرگز جائز نہیں ہے۔آن حضرت ﷺ نے ایسے شخص کوجو مہر نہ دینے کی نیت کے ساتھ کسی عورت سے نکاح کرنے اس کوزانی کہا ہے۔

مجلس نکاح میں خطبہ نکاح کے مقاصد کی تشریح کے وقت میرے خیال میں طلاق وخلع کے مسائل کا ذکر نامناسب نہیں ہے۔

ایک تواس وجہ سے کہ اس مجلس کا وقت بالعموم بہت مختصر اورتنگ ہوتا ہے۔دوسرے یہ کہ نکاح کے ساتھ طلاق وغیرہ کاذکر کرنا اس مجلس میں کچھ زیب نہیں دیتا بلکہ نامناسب معلوم ہوتا ہے۔البتہ عام وعظوں اوررسالوں میں خطبہ نکاح کے مقاصد اورنکاح وطلاق کے ضروری مسائل کا مختصرا یا تفصیل کے ساتھ ذکر کرنا بلاشبہ اچھا ہے بلکہ ضروری ہے۔

رسالہ کے ص:13میں طلاق دینے کا غلط طریقہ عنوان کے ماتحت جوکچھ لکھا گیا ہے وہ مجمل ہونے کے ساتھ فقہ حنفی کی ترجمانی ہے اوروہ مسلک اہل حدیث کے خلاف ہے اس لئے وہاں ضروری ترمیم اور توضیح وتصیح کردی گئی ہے۔

اسی طرح ص: میں عدت کے دنوں میں عورت کہاں رہے؟ کے عنوان کے تحت جوکچھ لکھا گیا ہے اس میں اجمال کے علاوہ فقہ حنفی کی ترجمانی ہے۔اس لئے وہاں بھی ضروری اصلاح وترمیم کردی گئی ہے۔

یہ معلوم ہے کہ خلع عندالحنفیہ طلاق ہے ۔ اسی بنا پر ان کے نزدیک مثلعہ کی عدت مطلقہ کی طرح حیض تین حیض ہے اورامام شافعی وغیرہ کے نزدیک خلع طلاق نہیں ہے بلکہ فسخ ہے اس بنا پر اورحدیث تعمتد المختلعہ حیضہ کی روسے ان کے نزدیک مختلعہ کی عدت صرف ایک ماہوار کا آنا ہے ۔ بنا بریں یہاں بھی ضروری ترمیمات کردی گئی ہیں :

رسالہ کومذکورہ ترمیمات واصلاحات کے ساتھ شائع کرنا ہو توضرور شائع کیجے ورنہ جیسا کچھ وہ چھپا ہوا بعینہ اسی حالت موجودہ میں شائع کیاجانا جماعت اہل احدیث کا باعث ہوگا اوریہ ایک بڑافتنہ ہوگا ۔ مکاتیب

آپ نے اپنے مارڈ مرقومہ 19 فروری 1981 میں کتاب خطبہ نکاح دوبارہ پڑھنے کی ہدایت کرتے ہوئے مہر اورنکاح کے وقت لڑکی سے اجازت لینے اورنکاح کی شرطوں وغیرہ کے بارے میں جوکچھ لکھا یا اب اضافہ کرنا چاہتے ہیں میری رائے طلب کی ہے ۔ افسوس ہے کہ قاری صاحب نے آپ کا وہ رسالہ مجھ تک پہنچانے کی زحمت نہیں کی اورمیرے یہاں آپ کا مرسل رسالہ نہ معلوم کہاں پڑگیا ہے کہ اب تک تلاش سے نہیں مل سکا ۔ ان اللہ لخ

(1) عام طورپر بلکہ تقریباپورے ہندوستان میں مہر کے بوقت نکاح دینے کا رواج بالکل نہیں ہے ۔ تقریبا ہر جگہ مہر دین ہی ہوتا ہے ۔ جس کی ادائے گی کا سوال زوجین میں سے کسی ایک کے مرنے یا عورت کے طلاق یا خلع لینے کے وقت اٹھتا ہے ۔ بعض برادریوں میں اونچے اونچے مہر مقرر ہوتے ہیں جن کی کبھی ادائیگی ہو نہیں سکتی اورنہ لڑکے والوں کی نیت ہی ادا کرنے کی ہوتی ہے ۔ آپ کے مضمون میں زیادہ زور اس پر ہونا چاہے کہ مہر اتنا ہی مقرر کیا جائے جس کو لڑکے والے جب چاہیں آسانی سے ادا کردیں اورلڑکی والے لڑکے کی استطاعت وحیثیت سے باہر مہر مقرر کرنے کی کوشش نہ کریں اورمہر تراضی طرفین سے جتنا بھی مقرر ہووہ معجل ہو اوراس فورا ادا کردیا جائے چاہے زیوروں کی شکل میں ہو یا نقدروپیہ کی شکل میں یا کسی جانداد (منقولہ یا غیر منقولہ) کی شکل میں ہو۔

(2) بوقت نکاح بالغ لڑکی سے نکاح کی اجازت حاصل کرنے کے سلسلے میں یہ عرض ہے کہ : پہلے سے لڑکی کا عندیہ معلوم ہونا کافی نہیں ہے بلکہ نکاح کے وقت اس سے اذن حاصل کرنا ضروری ہے اورصرف باپ کا یا کسی بھی ولی کا گھر میں اکیلے جا کر لڑکی سے اجازت لینا ٹھیک نہیں بلکہ ولی اوروکیل نکاح کو دومعتبر گواہوں کے ساتھ لے کر لڑکی سے اذن حاصل کرنا چاہئے ۔ مصلحت اوراحتیاط کا تقاضا یہی ہے ۔ باپ خودنکاح پڑھائے یعنی ایجاب وقبول دونوں صورتوں میں معتبر گواہوں کے ساتھ باپ اوروکیل نکاح کو لڑکی سے اجازت لینا چاہئے ۔ رسالہ مذکورہ میں نکاح کی شرطوں وغیرہ کے بارے میں آپ نے جواضافہ کیا ہے اسے الگ کاغذ پر تحریر کیا ہے ۔ یہ کاغذ بھی قاری صاحب نے مجھ تک پہنچانے کی زحمت نہیں گوار کی اس لئے ان کے بارے میں کچھ نہیں لکھ سکتا ۔ مکتوب

رسالہ خطبہ نکاح میں مہر کی شرعی مقدار بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے زور صرف اس بات پر دینا چاہئے کہ حتی الامکان مہر معجل اورطرفین باہمی رضامندی سے اس قدر مہر باندھیں جوشوہر کی حیثیت کے مطابق ہو اورجسے وہ آسانی سے فوراادا کردے ۔

لڑکی سے نکاح کی اجازت لینے کے بعد مجلس نکاح میں ولی کی طرف سے ایجاب اورشوہر کی طرف سے قبول ضروری ہے ۔ ایجاب وقبول نکاح کے اارکان ہیں ۔ اور لانکاح الا بولی وشاہدی عدل کی روسے ایجاب وقبول کے وقتولی اورمعتبر گواہوں کی موجودگی ضروری ہے ۔ کوئی بالغ لڑکی اپنے ولی کی اجازت اور عبارت کے بغیر خوداپنا نکاح نہیں کرسکتی نیز مروجہ جہیزاورلین دین کے خلاف رسالہ میں بھرپورزور صرف کرنا چاہئے ۔ اگرکسی لڑکی کے ولدین اپنی مرضی سے جہیز دیں تواس وقت اس کی تصریح کرالینی چاہئے کہ جہیز کا کون ساسامان لڑکی کودیا جارہاہے اورکون سی چیز دولہا کودی جاری ہے اوردونوں کوجوکچھ دیا جارہاہے بطورعاریت کے دیاجارہاہے یا بطورتملیک اورہبہ کے ہتاکہ بعد میں جہیز کی بابت کوئی جھگڑانہ پیدا ہواورطے شدہ تصریح کے مطابق عمل درآمد ابوالقاسم خالد العربی کا رسالہ اسلام اور عورت نظر سے گزرا ہوگا ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب النکاح

صفحہ نمبر 187

محدث فتویٰ